رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO. A. 783

OUDH PUNCH

LUCKNOW 1928 WEEKLY

جلد نمبر دوم ۱۹۲۸

जिल्द नं: १३

ہفتہ وار باتصویر ظریف



क़ीमत पेशगी	قیمت پیشگی
सालाना ५	سالانہ عہ
छमाही ३	ششماہی ے
तिमाही २	سہ ماہی ٹ

M. H. Khan Artist

مستان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ ۲

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر شاء السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کیتا دیگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دروازے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تخصیص اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۵

مضامین غیر

۲۲ ستمبر ۱۹۲۸ء

منطق آرا بیگم بجواب مسز مرغچانی

(تتمہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء)

مرزا۔ تم نے خنسا کی حکایت بیان کی کہ اس کا دوسرا نکاح اسکی رضامندی سے نہیں ہوا یعنی خود اُسنے نکاح کی ہامی نہیں بھری تھی باپ نے کسی کے سر اُسے منڈھ دیا اور نبیؐ نے اس نکاح کو فسخ کرا دیا۔ شرع کے حکم پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر برقرار رہتے ہیں اُنھیں فقیہوں کی کتابوں میں جن کو تم بُرا کہتے ہو یہ حکم آج بھی موجود ہے۔ نکاح عورت اور مرد کی منظوری کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ لوگ اپنی خوشی سے جن کم سن بچوں کا نکاح کر دیتے ہیں۔ اُنھیں شرع نے اجازت دی ہے کہ جوان ہونے پر وہ دونوں کی میزان نہ بیٹھے تو علحدہ ہو جائیں۔ لگے ہاتھوں اُن ایسے ویسے مولویوں کا نام بھی لے دو جنھوں نے اس جاتوں کے خلاف حکم دیا ہو۔ اس حکایت کے بعد تم اسکی شکایت کرتے ہو کہ جس سے ہم شادی کرنا چاہتے ہیں اُسکی صورت نہیں دیکھ سکتے۔ یہ شکایت بیجا ہے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی شدید ضرورت چہرہ دیکھنے کی ہو تو کوئی روک نہیں اور آجکل تو بغیر آمنا سامنا ہوئے شکل دیکھی جا سکتی ہے۔ چار آنے میں تصویر کھنچتی ہے۔ مولوی لوگ فوٹو کی تصویر کے بارے میں جتنی چاہے قیل و قال کریں وہ اس میں کسی طرح نہیں آتی جس حدیث میں کہ ہاتھ سے رنگ بھر کر بنائی تصویر آئی ہے یا ذی روح رکھنے والی مورت۔ حدیث میں جہانتک ممانعت تصویر بنانے کی موجود ہے وہ سب پوجنے کی نیت سے جو تصویر بنائی جائے اُسکے متعلق ہے۔ مرزا صاحب! نیت پر تمام اعمال کا دارومدار ہے۔ نیت بخیر ہو تو بُری بات پر بھی کوئی

کسی کو نام نہیں رکھتا۔

اسکے بعد تم مہمان کی تواضع کی طرف چلے گئے۔ ہاں تم اتنا چاہتے ہو کہ عورتیں اپنی ضروریات کے موافق چہرہ اور منھ کھول سکیں نوکروں سے قطعی پردہ نہ کریں، اچار پڑانا شعار یعنی مہمان کی خاطر و تواضع اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ کُتّے کی طرح اسکو ڈیوڑھی پر پھار سُرار ہنے دیں جو کبھی اسلام میں پسند نہیں کیا گیا۔

مرزا۔ تمھارے چاہنے میں اور شرع کی مصلحت میں بہت فرق ہے عورت اپنی ضروریات کے موافق چہرہ اور منھ نہیں کھول سکتی۔ شرعی ضروریات اور مصلحت کے مطابق چہرہ اور منھ کھول سکتی ہے۔ اپنی ضرورت پر بازار کی بیٹھنے والی مالزادیاں چہرہ اور منھ کھولتی ہیں۔ بہو بیٹیاں شرعی ضرورت کو مقدم رکھتی ہیں جس محل پر شرع منھ کھولنے کی اجازت دیتی ہے وہاں کون ایسا ویسا کسی کو الزام دے سکتا ہے۔ اور الزام دے تو دیا کرے مثل مشہور ہے شرع میں شرم کا ہے کی۔ تم کون ہوتے ہو شرع کے خلاف نوکروں سے پردہ نہ کرنے کا حکم دینے والے؟ کیا تمام نوکروں کا ختنہ کرنے کا ٹھیکا تم نے لیا ہے یا نوکر پیدائشی نامرد ہوتے ہیں یا نوکری کرتے ہی انسان آدمیت سے خارج ہو جاتا ہے کہ ادھر نوکری کی اُدھر مردی سونے کی چڑیا بن کے اُڑ گئی۔ جو یہی ہے تو رہی بات بھلا کوئی شخص نوکری کا پیشہ کیوں اختیار کرے گا۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ اور ے تمھاری غیرت کہاں اُڑ گئی عرب کے عیش پرست اور شکم پرور بادشاہوں کی حلسراؤں کے سانچے میں تم شرع کو ڈھالنا چاہتے ہو؟ بڑے بیباک ہو۔ رہی مہمان نوازی تو وہ شرعی پردہ برقرار رہنے پر بھی اچھی طرح ممکن ہے۔ خود تم ہی نے جو حدیث بیان کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔ بڑے بات کے دھنی ہو تو اس حدیث ہی پر رکھ دو کہ ام المومنین نے کھانے اور پینے کی چیزیں جب مہمان کے سامنے

رسول کے حکم سے رکھیں تو اُنکا چہرہ اور منھ کھلا ہوا تھا۔ یا توبہ توبہ معاذاللہ وہ اپنے گھر آئے ہوئے مہمان سے چہ چہ بڑبڑ باتیں بھی کرتی تھیں۔

مرزا۔ شرع نے عورتوں کو چھچھورا نہیں بنایا ہے۔ یہ نقیہوں کا یہ قول ہے فضول بہتان سے بچو۔ کیا مہمان کی خاطر و تواضع اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جب تک سر جھاڑ منھ پہاڑ عورت مہمان کے سامنے نہ آئے اُسوقت تک مہمانی کا حق ادا نہیں ہو سکتا؟ ایک طرف مہمان صاحب کھانے پر بیٹھے لگائیں دوسری طرف میزبان کی جورو نے سیب کے سے گال دیکھ کے ذائقہ بدلیں۔ میزبورود کی مسری سے منھ میٹھا کریں۔ توبہ کریں۔ خدا کی مارا ایسے مہمان موئے پر ارے ایسے مہمان کو ڈھائی گھڑی کی موت، اسپر میرے قد کے برابر بجلی گرے۔ اسکے جیسے گنگا نہ بہے۔ میزبان کی عصمت ستھائی کا تھال یا میوے کی ڈالی نہیں ہے کہ کھانے کے ساتھ اُسکی دعوت بھی ہو۔

ایک بھولی بتو کا قصہ فوائد النسا میں لکھا ہے کہ اُنکے میاں نے اپنے گھر دوست کی دعوت کی بی بی نے کھانا پکایا دسترخوان بچھایا اتفاق کی بات کہ نقاب کا دامن بند ڈھیلا تھا کھل پڑا مہمان صاحب کبھی کلیجے سے گالوں کو دیکھتے کبھی خمیری روٹیوں کو۔ کھانے پینے کے بعد میاں گئے کسی کام کو۔ مہمان صاحب کو تو بھوجن مل چکا تھا اب کچھ اور سوجھی۔ باجی کے پیٹ میں روٹیاں اُدھم مچائے بغیر نہیں رہتیں۔ آخر وہ ہوا جو ہونا

اِنتخاب لاجواب لاہور

چاہیے تھا۔ ابھی دونوں جوڑا کا پیچ بنے ہوئے کہ ڈیڑھی جنتری دیکھی کہ میاں دساسول کی طرح گھر آگئے۔ بیچارے دیکھتے ہی ایسے سُن ہوگئے۔ جیسے سہیل کی روشنی سے سانپ۔ حیرت سے پوچھنے لگے بی بی یہ کیا؟ بی بی فرمانے لگیں "میاں یہ بھی تمہاری محبت" اول تو مہمان کی تواضع تکریم فرض اور سنت۔ خاطر شکنی حرام۔ دوسرے یہ کہ جب تم چلے گئے تو مہمان نے مجھے "تمہاری جان کی قسم" اے ہے جان کی قسم اور میرے پیارے میاں کی جان کی قسم دے کے کہا کہ ذری دیر کے لیے میرے پاس بیٹھ رہو تمھیں کہو کیا میں تمہاری جان کی قسم تھی جو اُن کا کہا نہ مانتی؟ بھلا مجھ سے یہ کیونکر ممکن تھا۔

مرزا۔ کسی مسلمان مہمان کے دل میں ایسی خواہش کا زور باندھنا کہ میاں خاطر داری کریں باہر۔ اور بی بی دلداری کریں گھر کے اندر۔ بالکل شرع کے خلاف ہے۔ مہمان جانے بوجھے بھی ہوتے ہیں اجنبی بھی۔ بڑے بھی ہوتے ہیں چھوٹے بھی۔ یہی نوکروں کا حال ہے میں عرب اور عجم کی حکایتیں اگر تمھیں سناؤں تو خط ساہی کی آفت ہو جائے عرب اور عجم میں برقع کا رواج ہے نوکر جب گھر میں آتا ہے تو یا اللہ! کہتا ہے بی بیاں منہ پہ نقاب ڈال لیتی ہیں وہ کام کاج دیکھتا بھالتا ہے پھر باہر چلا جاتا ہے۔ ایک ایرانی تاجر شب کو ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا کے باہر جانے لگے ڈیوڑھی میں تھا اندھیرا۔ کسی نے جون من دہان من کہہ کے آدیوچا اور چٹاخ پٹاخ دو تین پیار کر لیے۔ صاحب گھبرائے۔ پیار کرنے والے کے منہ میں بھی مونچھیں چبھیں۔ وہ بھی پیچھے ہٹا۔

صاحب خانہ: مرد کا کیستی؟

شخص: آقا جون آقا جان! منم خادم تو۔

صاحب خانہ: مرد کا جرگ دی؟

خادم: معذور بم دار ترا خاتون شمردم۔

مقنع اور نقاب کے ہوتے تو یہ حال ہے جو کہیں معاملہ بالکل بے حکمت ہو جائے تو کیا ہو گا۔ مہمان صاحب اپنی خواہش کے سامان کی فہرست میں اگر گھر کی بی بی کو داخل سمجھیں گے اور گھر کے نوکر چاکر بی بی کے دھوکے میں میاں ہی کا منہ چومیں گے مہمان اور نوکر کیسے۔ راہ چلتوں کی ہوس پوری کرے گی۔



"دیوار گوش دارد"

صدر۔ یارو بتاؤ میں صدر ہوں یا قیدی؟

آواز غیب: تا دہن در دست داری تنا و ہمی زاں گفت فہیدی آقائے صدارت پناہ!

کالے پانی کی یاد والی بے چین ست ہو گیا دل نے کہا چل بہادر کچھ دل بہلا۔ ہم نے ہمراہی کو ساتھ لینے پر آمادہ کیا اور وہ دونوں ہم دو خوری کے بیچ نکل کھڑے ہوئے کچھ دور گئے تھے کہ دور سے چند خیموں کے سیاہ تنبے دکھائی دیے جب پہلے خیمے کے قریب پہنچے تو خیمہ کے دروازے پر ایک برقع پوش خاتون دکھائی دی۔ تھنڈا ہوا کا جھونکا آیا اور اسکے چاند سے مکھڑے پر سے نقاب کا پردہ ہٹ گیا۔ دل پر بجلی گری اور ہوش و حواس پر کالی گھٹا سیاہ کر گئی۔ بات اُس نگاہ کے مارے ہی مُجرم جس کے گلے میں پڑ گئی پھر عمر بھر وہ آزاد نہ ہو۔ ان نرگسی آنکھوں کا آزار جس بیمار کو ہو وہ شفا نہ پائے ہمراہی نے مجھ سے پوچھا اس سے ملنے کی راہ بتاؤ میں نے کہا تم بہرحال ہو جاؤ۔ مہمان بن کے دیدار کا لطف اٹھاؤ۔ اتنے میں آئے برساؤ کیا جب بڑھ کے خالی کٹورہ بڑی بڑی منت سے بچایا۔ پانی کا اشارہ کیا وہ خیمہ سے پانی لوٹا لائی۔ پیاس تو نہ تھی پانی ہو تو کی پیاس بجھائی۔ کچھ پانی پیا کچھ ہاتھوں پر بہایا اور ساقی کے رخسار کی کیفیت کو خدا بھی جانتا ہے کہ اُمید وار ہے وہ دوبارہ پانی دے کے خیمہ کے اندر گئی یہاں میں نے اپنے ہمراہی سے کہا کوئی بہانہ ملتا تو پھر بھی گلستان کی سیر کرتے۔ تھوڑی دیر کتا اور جاند جھگڑتا جب وہ باہر آئی تو میرے ہمراہی نے برقع کی ہجو میں شعر پڑھا:

اذا بارک اللہ فی ملبس

فلا بارک اللہ فی البرقع

خدا نے پوشاک میں جب برکت عنایت کی تو برقع کو نہیں برکت سے محروم رکھا۔ عورت تھی زیرک اور چالاک مطلب سمجھ گئی۔ پانی پلا چکنے کے بعد خیمہ سے خوش خلافت جنگل اب یہ کہہ اشارہ تھے جن کا خلاصہ

کیا تم نے ابو نواس شاعر کا حال نہیں سنا جو خلیفہ ہارون رشید کا منہ چڑھا شاعر تھا۔ یہ موا خود ہی اپنا حال بیان کرتا ہے کہ میں اکثر فضل بن یحییٰ کی ہمراہی میں حج کرنے چلا بہار کی فصل تھی جنگل میں جابجا سبزی تھی ہوئی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی تھی جب مقام فروا پر پہنچا تو ایک باغ میں ڈیرا ڈالا سبحان اللہ باغ کی شادابی اور طراوت دیکھ کے آنکھوں میں سرسوں پھولی کالے کالے بادلوں نے

ہے کہ اس درمیان آگئے ہیں دیکھتی ہوں کہ دونوں گراہ
میں جب شہر نے کا بہانہ انھیں نہ ملا تو جھوٹ موٹ
بیمار بن گئے کہ غزنوی دربدر شہر کے اپنے میزبان
کے دربار سے انھیں سنیک میں پانی پیتے جاتے ہیں
اور ہر قسم کی مذمت سے پرہیز کرتے جاتے ہیں جیسے
بازار ہی مال و اسباب میں سوداگر عیب نکالتے ہیں
ابونواس مشہور شاعر ہے میزبان کی شیریں
زبانی پر بیدا ہو گیا تھا اور اتنا بولا کہ جب یہ
گر پڑا۔ وہ مسکرائی اور کہنے لگی اس سبب سے کہ تو اب
نہیں یہاں ہوش میں آ کر سر اٹھاؤ۔ اب تم نے
اپنا حال دیکھ لیا آج سے ہر قسم کی مذمت نہ کرنا۔
مطلب یہ تھا کہ ہر قسم تمھارے ستائو عقل تینوں
کے ایمان کا بھی محافظ ہو۔ آپس میں نوک جھوک
ہو رہی تھی میاں ابونواس بھی جولاں تھے اور ان کی
زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ گفتگو بڑھنے لگی
اسی اثنا میں ایک بوڑھیا بیچ میں آگئی اس نے ابونواس
سے کہا اے [illegible] کیسی ہیر پھیر پڑے ہو
یہ وہ [illegible] ہے جس کا پانی نہیں مانگتا عورت بولی
بڑی پی جاتے وہ ایسی پانی [illegible] اس شاعر کے قول کے
مطابق ہے ع

وان نمرکن الا تمتمع ساعۃ
قلیلا فانی نافع لی قلیلھا

نوٹس

حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۰۸ء
عدالت جناب سب جج صاحب بہادر ضلع کھیری [illegible]
درخواست نمبر [illegible] سنہ ۱۹۲۶ء
[illegible] ساکن [illegible] پرگنہ و ضلع کھیری
بنام
[illegible] بہادر سنگھ وغیرہ
[illegible]
[illegible]
المرقوم [illegible] ستمبر ۱۹۲۶ء

مہر عدالت — [illegible] حسین

جس کا ترجمہ ایک اردو شاعر یوں کرتا ہے ؎

لطف سے باغ جہاں میں سیر دشت و چمن ہے
رات ہی بھر گو رہے لیکن گلوں میں ہم رہیں

دیکھنے میں کوچ کا نقارہ قافلے میں بجا اور ان دونوں
کو چار و ناچار وہاں سے رخصت ہونا پڑا۔
ابونواس کہتا ہے کہ خدا کی قسم مجھ کو سچ سے کوئی
فائدہ نہیں ہوا میں نے ان دوستوں سے بھی ملاقات
نہیں کی جن کا اشتیاق مجھے تڑپا رہا تھا آرزو یہی
[illegible] اور میں اس عورت کے اشتیاق میں
[illegible] پر لوٹتا واپس ہوا جب خوارزم کے نخلستان
دور سے نظر آئے تو میں نے دیکھا جنگل پہلے سے
بھی زیادہ جوبن پر ہے بہار کا نکھار مارے ڈالتا ہے
دل کی کلی بڑی بھی ہوتی ہے اپنے ہم سفر کے ساتھ پھر
سیر کرنے نکلا۔ اگلی مرتبہ اس باغ میں ایک نہیں
پانچ تھیں گر پانچوں [illegible] نے ایک ہی برج میں قیام
کیا تھا۔ ایک تو وہی جس نے پانی پلایا تھا اور چار

[فوٹو قابل نوٹس]

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ - ۵)

نمبر مقدمہ ۹ [illegible] سنہ ۱۹۲۶ء
عدالت [illegible] منصفی ضلع اعظم گڑھ
سید محمد مختار احمد وغیرہ .... مدعی
[illegible] وغیرہ
بنام
[illegible]

[illegible]

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] ستمبر ۱۹۲۶ء کو جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم عدالت [illegible]

مہر عدالت

اسکے علاوہ [illegible] زندگی ہو تو بھی پانی پلانے والی کے
واسطے فخر کی بات تھی۔ یہ پانچوں باغ کی کلیاں
جن جن کے [illegible] بھر رہی تھیں۔ آہ ع

ز نظارت چمنت بر بہار منت ہاست
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

مجھے دیکھتے ہی یہ پانچوں بڑھیں اور میرے پانچوں
حواس مختل ہو گئے۔ مجنوں کی طرح ہانک لگائی ع

تم بہت اگر ہوست کشد کہ بسیر سرو چمن درآ
تو ز غنچہ کم ندمیدہ در دل کشا چمن درآ

سلام کے بعد وہی ملاقاتن جو سب میں پانچ تھی مسکرائی
ساتھ والیوں نے پوچھا بہن خیر تو ہے کیا تم اس مسافر
کو پہچانتی ہو۔ اس نے گزشتہ قصہ حرف بحرف بیان کیا
وہ چاروں دانت کے نیچے انگلی دبا کے بولیں یہ ہے
تمھارے گھر یہاں آیا اور تم نے کچھ مدارات نہ کی
بہن بڑی بے مروت ہو۔ اس نے جواب دیا اور کو
ایسے رہروؤں کی خاطر داری قبر کے سوا اور کہاں ہوتی
ہے۔ ان چاروں نے کہا ہٹو بھی پہلے بھی بے مروتی
کی اب بھی بے رخی کرتی ہو دستور جانتا ہے برا کرتی ہو
لے جاؤ ہماری جان کی قسم اس خیمہ میں اس مسافر کا
جی خوش کرو۔ غرض خوب چاؤں چاؤں مچی سب نے
اسے مجبور کیا کہ مسافر کی دستگیری ثواب ہے۔ کیوں
میاں مسافر تمھارا نام کیا ہے کہاں رہتے ہو کام
کیا ہے۔ میں نے گردن جھکا کے جواب دیا حسن بن
ہانی نام ہے بادشاہ کی مصاحبت کام ہے۔ میری

فاضری کو ڈنڈا پڑا ہوا ہے ہر کس و ناکس فصاحت
پر مرتا ہوا ہے۔ وہ مقتبہ مار کے جنھیں اور یورپ
[illegible] صاحب۔ واقعی تم آزادی زمانے میں شیطان کی طرح
مشہور ہو۔ اچھا اپنی معشوقہ کی شان میں کوئی قصیدہ
کہا ہو تو سناؤ۔ یہاں دیر ہی کیا تھی۔ بندہ نے
جھوم جھوم کے پانچ شعر پڑھے۔ خوب واہ واہ ہوئی
جلسہ برخاست ہوا کہ باری باری پانچوں سے دل شاد
کروں۔ نفس کو غم کی قید سے آزاد کروں۔ اب اس پر
جھگڑا ہوا کہ پہل کس سے ہو۔ آخر قرعہ پر بنا ہوئی
کہ جس کے نام کی چٹھی نکلے وہی پہل کرے۔ بخت کا
ستارہ عروج پر تھا ایک زہرہ جبین سے وقران اور
وصال پر قرعہ نکلا۔ سامنے جیسے کہ ایک پہاڑ تھا
پہاڑ میں ایک غار تھا وہی غار خلوت کے لیے تجویز
ہوا۔ وہ زینت اور سنگھار کے بہانے مجھے غار کے دہانے
تک پہونچا کے چلی گئی میں خطا میں تھا کہ چشم انتظار
میں اندھیرا چھایا ہوئی تو نہیں ایک کالا دھیر دیو
دھبشی ننگا مادر زاد ظاہر ہوا۔ اسنے ہنستے ہنستے
شلوار کا بند توڑا۔ بندہ چلایا وہ تو کہیے مقدر میں
بے آبروئی نہ تھی فریاد کی آواز بندے کے رفیق
نے سنی وہ دوڑا آیا بندے کو اس توتی آیکل دیو
کے پنجے سے چھڑایا۔ جان بچی پیٹ میں دم سمایا۔
بندہ سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا۔

آہ پیچھے قہقہے کی آوازیں بلند تھیں۔ میں
گھر تک سر پر پاؤں رکھے اپنے رفیق کے ساتھ بگٹٹ چلا
جا رہا تھا۔ شکر ہے کسی نے پہچانا نہ گیا۔

دیکھیے مرزا یہ راہ چلتے بدکاری یا بدکاری میں مبتلا
ہونے کا حال ہے۔ ہم بہو بیٹیاں ایسے لوگوں کے
لیے حبشیوں کا رسالہ کہاں سے لائیں جو ان کی
بدکاری اور بدمعنی کا معقول جواب دیں۔ تم
غریب گینگی عورتوں کو ایسی ہی ترکیبیں بتاتے ہو
واللہ غلطی کرتے ہو۔ ؛ ژی آشیاد

واقف

بد نصیبین

مولانا پنچ کا پوسٹ بیگ

(۱)

قانون تحفظ بے ایمانی

مولانا پنچ! ہماری سرکار بھی کچھ یوں ہی سی ہے
جب دیکھیے ایک نئے قانون کا انڈا سیے رہتی ہے
پھر یہ بھی نہیں کہ انڈے بچے ہوں تو انڈے سے یہ
چوزے نکلیں بچہ جیوں جیوں کر کے نکلے۔ جلدی کا خدا
بھلا کرے کچے دنوں انڈے میں دراز پڑ جاتی ہے
اور بچہ ناتمام ناقص نتیجہ نکلتا ہے۔ لے بھلا کہ
ہندوستان کہاں لندن اور دیگر مقامات کے کمیونسٹ۔

ہندوستان یورپ والوں کا دانہ پانی ہے وہ
کیوں اپنی بھلائی میں فرق ڈالنے کے لیے ہندوستان
میں کمیونزم کی وبا پھیلانے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ان
کا خواب راحت گڑدوں کوں کی غذا سے بے ہنگام
اچٹ جائے۔ وہ خوب واقف ہیں کہ ہندوستان
میں کمیونزم کے بار سنبھالنے کا قطعاً امکان نہیں
اگر کچھ لوگ ایسے ہیں بھی جنکے دماغ میں یہ خبط
سما گیا ہے تو آئی وہی مثل ہے رہیں بھوک میں
خواب دیکھیں پیٹوں کا۔

گزشتہ ماہ اگست کا ذکر ہے کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل
ماسکو میں مسٹر دکسی نن نے شاید نشے کی ترنگ میں
ہانک لگائی "ہندوستان میں ایک دیسی آزاد
اور مضبوط کمیونسٹ پارٹی کی تشکیل لازمی ہے"
بچشم ظاہر یہ معلوم ہوگا کہ مسٹر دکسی نن غریب
ہندوستانیوں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ قصہ تو
چھوٹتے ہی ماں یاد آئی۔ باپ نہ بیوی کی
ماں نے ستایا، بچی کی ڈھک نے تڑپایا۔ بچا تو
کون؟ سمندر پار کا ہندوستان لیکن یہاں ہیں
حضرت نے سوتی بھیڑیں جگائیں۔ حکومت ہند
نے جو یہ معنوی ارادے سنے جھٹ پر بیٹ پیٹا
بجنج کرل کے صدا دی قیوں قیوں۔ تحفظ عوام
پبلک سیفٹی بل اگرچہ لوگوں کا یہ استفسار ہے کہ
کمیونزم جس طرح یورپ کے واسطے آفت ہے
اسی طرح ہندوستان کے لیے بھی یہ ہندوستان

بھوکوں مر رہا ہے اور اسکی حالت دیکھ کے بیچ بیچ
حضرت کی آنکھیں [illegible] کی لنگوٹی [illegible] ہیں
اور [illegible] ہوئی جاتی ہیں
اور بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے کہ [illegible] حال
دیکھتے ہوئے تو ہندوستان خوشحال پیٹ بھرا ہوا
نظر آتا ہے۔ اگر فی کس آمدنی کا حساب لگائیے
تو رونا آتا ہے یعنی سال میں ایک ہندوستانی کی
آمدنی بہ نسبت ایک جاپانی کے تہائی یہ نسبت
جرمنی کے [illegible] اور بالمقابل ایک برطانوی صاحب
کے [illegible] تو یوں [illegible] پوری کرتا ہے [illegible]
مار کے صاحب [illegible] کو کیا [illegible] ہے؟ واہ بھئی واہ
کیا خوب اتنی دور سے بیٹھے بیٹھے قانون بنوا دیا۔
قسم ہے بجرے کی جان کی تمہاری ہوشیاری کا
جواب نہیں۔

سنتے ہیں کہ قانون تحفظ عوام ایک منتخب کمیٹی کے
سپرد کیا گیا امید ہے [illegible]۔ یہ نہیں معلوم ہوا کہ
سرکاری قانون ساز جب اس مجوزہ بچے کو نکیل
میں [illegible] کے لائے تو وہ دوڑا تھا لوگوں سے

نوٹس لنسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب منشی مرزا منعم بیگ صاحب [illegible] بلکھنؤ

استمراری مقدمہ نمبر [illegible]

مسماۃ کنیز فاطمہ بیگم [illegible] شہر جہاں بیگم [illegible] روشن جہاں بیگم [illegible] مدعیہ

بنام

مسماۃ رفیق النساء بیگم .... مدعا علیہم

مسماۃ عفت آرا بیگم بنت سید امیر حسن ساکن محلہ
حکام نگر [illegible] شہر لکھنؤ
مدعا علیہا

ہرگاہ مسماۃ کنیز فاطمہ بیگم وغیرہ مدعیان نے درخواست
اس عدالت میں گزرانی ہے کہ قطعی ڈگری حسب آرڈر [illegible]
قاعدہ [illegible] ضابطہ دیوانی صادر فرمائی جاوے۔

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی
وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بروقت [illegible]
بتاریخ [illegible] ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۹ء اس عدالت میں حاضر
ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کرو گے
تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت
کی جاوے گی۔

بتاریخ [illegible] ماہ ستمبر سنہ ۱۹۴۹ء میرے دستخط اور مہر عدالت
سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — بحکم [illegible] منشی [illegible]

وقت حاضری [illegible]



ڈہرم

(بیت بازی)

تحفۂ تازہ سے ۵ دو سب وادم ہے برہنہ تیغ ہو وگر رفتہ رفتہ اسے صیقل ہو

پبلک (۱) سے ۵ تو تیغ آزما ہم جیسکتے رہیں۔

(۲) مکھے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو وہ بدنام ہو گئے جانے بھی دو اس کو

(۳) سے ۵ خود کھو کاٹوں اگر خوب سانپ کیجیے دیکھ نہ کہ جو کچھ بن گئی دو ذرہ سلامی آپ کی

(۴) سے ۵ تیغ تنگی بہت میں ضرور نہیں ہے کیا نوائے گی کیا نیچے ڈرے گی۔


THE RIYASAT DELHI
ہندوستان کا بہترین باتصویر ہفتہ وار
ریاست دہلی
ایڈیٹر دیوان سنگھ مفتون
جلد
ہر سنیچر کو ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی سے شائع ہوتا ہے
نمبر
The Best Illustrated Urdu Weekly
مختصر
تقریباً چالیس ہاف ٹون
عکسی تصاویر
پرلطف مضامین۔ اعلیٰ کاغذ
بہترین چھپائی
نمونہ کے لئے اس پتہ پر ایک کارڈ
لکھیے
منیجر ریاست دہلی
GATEWAY OF INDIAN TRADE
قیمت فی پرچہ
چار آنے

پوچھا کیوں روتا ہے۔ بولا آنکھیں دُکھتی ہیں جہاں والوں نے کہا کچھ دوا بھی لگائی فرمایا دوا تو نہیں لگائی۔ اور حکومت کی دعا اور ماشاء اللہ کا منتر وفی ہے۔ جہاں والے تھے بیٹھے انھوں نے صلاح ہوئی کہ وہ کہا تو ٹھیک ہیں مگر ان میں تھوڑی سی درست علاوہ جتنی مشغل ہندی درست اور آپ دعا اور منتر کرو ماشاء اللہ صحیح اثر ودوا مگر ہم بہ پیچھے ملاحظہ فرمائیے۔ اس نے بہت سا آنکھیں بچھ رہی ہو گئی ہیں ممکن ہے کہ اب گورا آنکھوں کے حق میں یہ نسخہ مفید ہو اور کالی آنکھوں کے حق میں مفید لیکن یہ بات بہت بچ رہا ہے گی کہ حکومت کب تک ناپاک حاضری کا حق ادا کرے گی کچھ نسٹ لوٹتے کہیں گے ناپاک حاضری" اور یہ حکومت تو وچھیلا کے کو سیلنگ تیرے بابا کی حاضری تیری اماں کی حاضری تیری بہنا کی حاضری۔ تیرے جھوٹوں سوتوں کی حاضری" انغانی لوٹتے کہیں گے کہ کالی مرچوں کا بورا آپ کا اور یہ حکومت ہند نے قانون کا ڈھیلا اُٹھا کے اور تو جا منڈی کاٹ تیرا بورا بچا دوں۔ کہتی ہوئی پیچھے دوڑیگی۔ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ مرحلے ہو جائے یعنی ایک قانون بنام تحفظ بے ایمانی کا مسودہ تیار بنا دیتے ہیں حکومت اسے منظور کرنے مسٹر منیشو اور بیم جھوڑ اسے تو پیٹیشنز وصاحب دوانی دستور اصلاحات کے فضل سے حکومت کسی کونسل یا اسمبلی کی محتاج نہیں جب چاہے آرڈیننس کی اوپی ہوئی تلوار کے بھروسے دینی بات تسلیم کرا سکے بے ایمانی کا تحفظ نہایت ضروری ہے واسطہ آجکل اسی نیو پر سلطنتیں قائم ہیں جب بے ایمانی میں ایمان کی سیل پہنچ جائے تو پھر کوئی عمارت منہدم ہوئے بغیر نہ رہے۔

بعض کانگریس والے کہتے ہیں کہ مسودہ ترمیم دفعہ ۱۰۵ تعزیرات ہند میں تحفظ بے ایمانی کی حمایت کافی سے زیادہ ہے مگر ہم اسکے قائل نہیں۔ اگر ان کانگریسیوں کا قول صحیح ہوتا تو اسکے مسودہ کا وہ ہی میں اسکی مخالفت نہ کی جاتی اور اسمبلی میں بھی مخالفت میں بیان کرکے شریک ہو رہے ہو گئے۔ یاں ان کا حشر

کیا آجکل صوبہ پنجاب میں بے ایمانی کا تحفظ کا فرض دل کھول کے ادا ہو رہا ہے۔ کچھ اجتماعی ہے آمیزش ہوتی جاتی ہیں سر پھوٹتے ہیں لہو بہتا ہے ان حرکتوں پر خوشیاں منانے والے سرخی موٹی موٹی سرخیوں سے لکھتے ہیں۔ عزم علی کی شکست۔ مولوی ظفر علی کی ندامت رضا مدی کی تجاویز۔ اہل پنجاب نے ایمان کی آبرو رکھ لی ہے تو یہ شکست تمام ہندوستانیوں کی مگر تحفظ بے ایمانی۔ تحفظ بے ایمانی۔ تحفظ بے ایمانی۔ یا رب وطن دوستی یا آزادی کی کوئی لہر یورپ کے سمندر سے اُٹھ کے ہندوستان کے ساحل سے نہ ٹکرانے پائے۔ جب سفیر جنہ لیڈران ملک ہے۔

راقم

مکتوب جناب فلاسفر

(۲)

معبود عاشق اور پرستار معشوقہ

حضرت جج! اور بھی وہ جج بھی غلطی جس نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا اور وہ معشوقہ بھی غلطی جس کے حق میں یہ فیصلہ ہوا تفصیل اخبار قبل الذکر یہ ہے کہ لکھنؤ میں ایک صاحب کسی ہفتہ وار شاگرد مدرسہ پر لٹو تھے۔ پہلے خوب پینگ بڑھے پھر شکر رنجی ہوئی اس راگ کی تان ٹوٹی۔ عاشق رنجور نے تو سو تیس روپیہ سوداگری حسن و عشق میں صرف کیے تھے کمبخت عشق گیا جہنم میں خالی خولی تیوروں کے چلتوں اتنی بڑی رقم گرہ سے نکل گئی۔ اسکا دکھ کیوں نہ ہوتا۔ پہلے تو عاشق ناشاد نے زبانی تقاضا کیا ؎

مال اور پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں ہو سکتا

مگر جب وہاں سے خاطر خواہ جواب نہ ملا تو پہونچے کچہری اور فریاد کی کہ ؎

لٹ گئے لٹ گئے دُہائی ہے

دیکھیے جج صاحب فلاں عورت نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا اور مکر گئی اب مجھے ہرجانہ بھی ملے اور تحفہ تحائف کی قیمت بھی۔ اس نے غضب کیا شیشۂ دل ہاتھ میں لے کے توڑ دیا ؎

بچھاوٹ وہ نظیر ہیں دستر ہوں ہم ضبط دکھلوئیں نہ مال کیا فی جان بھی لی اور جی کہیں کیا دیا جج صاحب نے بہت غضب فرمایا تو مدعی نے اپنی محبت بھرے ان خطوط میں معشوقہ نے یہ لکھا ہے بانہ کہ تھا کہ پیارے تو میرا معبود ہے جب تو پاس نہیں ہوتا تو تیرے پیکر خیالی کی پرستش کرتی ہوں جانی تو محبوب ہے معبود ہے مرغوب ہے میری ہری دوب ہے۔ مگر کسی خط میں یہ نہ تھا کہ میں تیرے ساتھ ابدی گٹھ بندھن کا وعدہ کرتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ معبود کے ساتھ شادی کون کرتا ہے لہٰذا دعویٰ ڈسمس ہو گیا اور مس صاحب بغلیں بجاتی ٹھینگا دکھاتی گھر سدھاریں تحفوں کا پرشاد و تبرک جو معبود مجازی کی درگاہ سے اس الھیلی پجارن کو ملا تھا سوخت ہو گیا۔ ہزار بار رو سوئیاں حضور خدا نے گڑگڑے دن کے لیے۔ وائے ناکامی خدا نے بہشت بنائی مگر وائے نصیب ہم اپنی بہشت کے دروازے پر دوزخ کی راہ لی۔ ہم سے پوچھیے تو ہم بھی جج صاحب کے مؤید ہیں کیا مسئی کے ایمان کے آگے دل کی کیا حقیقت ہے؟۔ عاشقی اور رنجش؟

ہندوستان میں الجھے اور سائنس کے جھگڑے شادی میں کھنڈت پڑتے ہی واپس ہو جاتے ہیں اس لین دین میں دولہا دلھن شریک نہیں ہوتے اسوجہ سے کوئی دقت نہیں ہوتی لیکن اگر جا امسٹر ختیاتی بی اے جھگ نے اور نا ڈ گیا پردہ ہندوستانی عورتوں سے اور ربع ہو گئی حیا اور ہونے لگا با قاعدہ کورٹ شپ تو دیکھیے گا یہاں بھی اس قسم کے مقدمے اکثر پیش ہوں گے اور بیچاروں بیار خلاص میں تحفہ تحائف دیے جائیں گے۔ پھر کچہری ہو گی اور فریقین فضیحت کے طوامار کچہری کھلیں گے۔ مخطوں کا مشکوک وکیلوں کے ہاتھ لگے گا۔ جج ہوں گی دیتا دیا تم نے اپنی معشوقہ کا بہلا بوسہ کس کنج باغ میں لیا تھا۔ آواز ہوئی تھی یا نہیں کیا درت میں پڑا یا کا کوئی جج بھی تھا جو بوسے کی چٹاخ پٹاخ کو شکاری کی بندوق کا فیر سمجھ کے اڑ گئی؟

جن حضرات کی مدت خریداری ختم ہوئی ہے وہ تجدید خریداری کی درخواست مع منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ منیجر

عیب اور شیب

یعنی چوری اور بڑے کام کا گٹھ بندھن

سے باجوانان خرد رقص در عہد پیری آرزو ست
تا کو دکان در پے فتنہ آں پیرو روز شام را

علت بشائع شرعاً گناہ ہے عرفاً مذموم ہے اخلاقاً معیوب ہے مگر کسی صرفی سے پوچھیے کہ دو غیر جنس کے حرف بھی آپس میں مدغم ہو سکتے ہیں تو وہ کہے گا کہ نہیں، ہاں کبھی قریب مخرج کے باعث وال اور تے مل جاتے ہیں۔ بالفعل ایک عجیب و غریب مقدمہ کی روداد رفتنا ہم لکھنؤ میں بحوالہ آئی ڈی ٹی شائع ہوئی ہے جس کا نہ شائع ہونا بہتر تھا۔ آپ جانیے اخبار نویس تو ہوتے ہیں مکھی۔ زخم دیکھا اور جھٹ ڈالے بیٹھ گئے۔ مقدمہ کی کارروائی چوری کے الزام سے شروع ہو کر ایک بڑے میاں کی بوالہوسی اور عشقی اشتعال تخنث کے انکشاف پر ختم ہو جاتی ہے۔ کیا مبارک دیباچہ ہے اور کیا عمدہ اختتام۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بڑے میاں بھی درست صرفی نکلے۔ اور انکے نیز حقیقی بھانجوں کو ہم کیا کہیں مجسٹریٹ صاحب خود کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے بڑے محسن کی آبروریزی کروائی جس نے انھیں خاک سے پاک کیا تھا۔

بھانجوں سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

ذاتی طور پر تو ہمیں اتنے واقعات معلوم ہیں کہ لکھیں تو طول و فسانہ ہو جائے۔ مگر اس موقع پر ہم خاں بہادر سید عین الدین صاحب مجسٹریٹ کی اچھی اور چبھتی ہوئی ظرافت کے قائل ہو گئے۔ واللہ وہ چبھتے ہوئے فقرے لکھے ہیں کہ تحسین کرنے کو جی چاہتا ہے کوئی کہے کہ حضرت مجسٹریٹی تو خدا آپ کرتے ہی ہیں لگے ہاتھوں مولانا پنچ کے نامہ نگار بھی بن جائیے۔ دوم قارئین ناظرین پنچ کی ضیافت طبع کو مقدمہ کا خلاصہ لکھ دینا ضروری ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کی تجویز یوں کا خلاصہ حالات یہ ہے کہ ایک بڑے میاں فرنیچر کے سوداگر تھے انکا شوق تھا ہیں بی بی اور اولاد سے بیزار ہیں۔ کیسے مکان میں بھائی رہتے ہیں کتنا سب جاتا رہا بیباک کی صحبت سے زندگی انھیں عادت ہے جلسوں اور محفلوں میں کرسیاں کرائے پر جاتی ہیں۔ آپ کو تجربہ ہے کہ کسی خوبصورت کے بیٹھنے سے کرسی میں خوبصورتی کا سیال دوڑ جاتا ہے جو پھر چمک نہیں رہتا۔ بہرحال ہم نظیر سے متاثر ہونے کے امید وار ہیں۔ آپ نے ایک جواں فروش کے ہاتھ میں اپنی تجارت گاہ کا انتظام دے دیا۔ بہادر بھی دو دکان اپنے دو بھانجوں کے نام منتقل کر دی۔ ملازم ایک کرسی نشین ملازم تھا اسکے خلاف نئے مالکوں نے چوری کا الزام عائد کیا۔ تلاشی ہوئی کچھ مال نکلا۔ میاں ملزم اس علت میں دھرے گئے جس کے فاعل نہ تھے۔ مقدمہ چلا اور حال کھلا کہ تلاشی کی نکلی ہوئی چیزیں سرقہ کی بدولت نہیں بلکہ شہزوری اور اسکی مزدوری کی اجرت میں مالک کی مرضی سے منتقل ہوئی ہیں۔ بھانجوں نے غلط رپورٹ لکھوائی جس ساری تجویز میں حق ظرافت یہ فقرہ ادا کرتا ہے جو زبان پنچ اک صاحب دل کے عمل نے ملازم کو اپنی دکان کیسی اپنی جان کا بھی مختار کر دیا تھا مگر نئے مالکوں یعنی مستغیثوں نے نمبر کچا دیا۔ انہوں نے اور ملزم سے اس قسم کے برتاؤ نہیں رکھے جو ساری دوکان انکے حوالے کر دیتے۔ مجسٹریٹ صاحب کہتے ہیں کہ مستغیثوں کے دل میں یہ خلش پیدا ہوئی کہ ہائے ہائے ملزم ماموں جان سے سنگت بازوں کے طفیل میں خواہ مخواہ امیر ہوا جاتا ہے۔

جو نہیں ہوتا ہو تو آزادی رہی
تو کا ہے کو آنکھیا گوری رہتی

مولانا پنچ آپ ایسے واقعات پر لکھتا نہیں فقط اسلیے نہ صرف مجسٹریٹ صاحب کی ادبیانہ ظرافت کی تحسین پر مضمون ختم کرتا ہے۔ مگر ایک سوال محکمہ ٹیکس بازی سے کرنا ضروری ہے کہ آیا اس قسم کی آمدنی پر ٹیکس عائد ہونا چاہیے یا نہیں؟ تجارت بے بیتی ہوئی۔ ایک تاجر بنارس میں ایسی ہی سرمایہ کی برکت سے مالا مال ہو گیا۔ اس مقدس پیشے کا نام بھی تجویز ہونا چاہیے۔

راقم

اعوذ باللہ

المختصرات

المختصر یہ کہ ایک صوبہ کی کونسل میں دال بھی خوب جوتی میں بٹی۔ وزیر تعلیم صاحب پر کونسل اعتماد نہیں رکھتی۔ چنانچہ منی صاحب جو کبھی وزیر تعلیم تھے وزیر صاحب پر بے اعتمادی کا ووٹ پاس کرا لیا اس سے وزیر میں کوئی اضطراب اور حیا کے آثار نہ پیدا ہوئے۔ ایک مہر کے بارے میں آیت گاؤ پا جا رہے اچھا بلکہ کوئی کالی گھٹا چڑھ جائے۔ سی پی نہیں آئے کہ کون سنتی ہاں بیڑی یعنی مہر صاحب کو جب سکرٹری صاحب نے اپنے کمرے میں طلب فرمایا اور مہر صاحب بھی کچھ ایسا مسعود ہوئے کہ شوق سے بلے گئے۔ مخالف ووٹ کم کرنے کا یہ اچھا نسخہ ہے۔

المختصر یہ کہ برسات خدا خدا کر کے بالکل ہی معمولی سی گزر گئی اور ایک چھالا بھی نہ پڑا۔ ساون ایک بچھو ڈالو ہو تب بھی کچھ نہ ہوا بھادوں اپنے وقت پر آیا اور لیپا پوتا نہ ہوا۔ قدرت کا یہ کرشمہ حضرت لال کی گردن کی آنکھ سے اٹک گئے روشن نہ غیرہ چشم ایک قطرہ کہیں نہیں بانی میاں ابر رو رو دیئے ہو کے گھر گرے پر سود تشریف لائے ہیں گویا ہی ثبوت دیتے پھیلا شب۔ جیسے رحمت زمانے کی ضرورت کیا ہے۔

المختصر یہ کہ اگر بل سٹر بری زرا بہتر ہو تو ہندوستانیوں کی فریادوں کی غرض سے افریقہ میں مقیم تھے۔ پاتھیوں سے گئے کہ ناتوانان ہمیں اپنے مقدور بھر چارہ گئے حکومت کو سمجھایا بجھایا آخر کار کے واپسی کی تیاری تھے وقت ہندی ہمت اہل شہر خود ہی آپ با جیوں سے ہندی پاکی اولاد مذہب جو تیری میر صاحب کے پیلوں میں ہندوستانی ذوق کے انداز کا رنگ بھرین کے جلسہ تو آپ تہذیب کی زحمت ذرا سے پریشان ہو کے جیسے ہی نکلی پڑی اور تھکی پی ہمت نے کرشمہ دکھانے روشنی گل کرا دی تیزاب کی توپیں فرش پر ڈالا جائے ہلا کے کچا یا اور دو سوکی یہ جو لندن یہی ستمبر ال کے خدمت ہوتے دانے روٹی کے ساتھ کیا گیا ہے واقعی کیا بات ہے اس تہذیب کی۔ دیکھیے ہندوستان کب تہذیب سیکھتا ہے۔

المختصر یہ کہ اودھ پنچ چار روز کی تاخیر سے گویا ہفتہ شائع ہو رہا ہے کوئی صاحب یہ دیکھیں کہ پرچہ پرانا ہے حضرت یہ مضامین کبھی پرانے نہیں ہوتے ہمیشہ نئے